قسط نمبر 3

نواقض تیمم و وضوء

محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
سعودی عرب

بچے کا پاخانہ دھونا

فرج کے معاملے میں مرد و زن، بچے بڑے، محرم و غیر محرم، اپنے پیرائے اور زندہ یا مردہ کا بھی کوئی فرق نہیں جس کی تفصیل علامہ ابن حزم کی کتاب المحلی جلد اول اور جز اول کے صفحہ ۲۳۵ پر اور امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن اور انکے ایک ساتھی کی تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع ہونے والی امام ابن قدامہ کی کتاب المغنی جلد اول صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۴ پر دیکھی جا سکتی ہے اور جب شہوت کا داعیہ بھی شامل ہو تو پھر اس سے نقض وضو اور بھی متاکد ہو جاتا ہے حتی کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور شیخ البانی جیسے کبار اہل علم نے تو اسی داعیہ کو پیش نظر رکھ کر حدیث بسرہ اور حدیث طلق میں تطبیق و مطابقت پیدا کی ہے کہ حدیث بسرہ میں اس داعیہ کا دخل نہیں جب کہ حدیث طلق میں "انما ھو بضعۃ منک" کے الفاظ میں ایک لطیف سا اشارہ موجود ہے جو اس کی موجودگی میں وضو کے ٹوٹنے کا پتہ دیتا ہے۔

(نظر تمام المنہ ص ۱۰۳ و تحقیق مشکوۃ ۱ر ۱۰۳ - ۱۰۴)

یہ مطابقت بھی اگرچہ کبار علماء کیطرف سے منسوب ہے لیکن اس سے بھی اولی مطابقت وہ ہے جس میں کپڑے کے حائل ہونے پر عدم نقض اور بغیر حائل کے نقض کا کہا گیا ہے اور راجح مسلک بھی جمہور ہی کا ہے کہ کپڑا حائل نہ ہو تو مس فرج سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

اور جب اس معاملہ میں بڑے اور چھوٹے کا فرق بھی نہیں شمار کیا گیا تو پھر یہاں ایک بات خواتین بطور خاص ذہن نشین کر لیں کہ اگر وہ وضو سے ہوں اور اسی حالت میں انہیں بچی یا بچے کو نہلانا یا ان کے پاخانہ کرنے پر انہیں دھونا

پڑے تو اس کے بعد وہ اپنا وضو ختم سمجھیں اور نماز وغیرہ کیلئے از سر نو وضو کر لیں۔ المحلی اور المغنی کی عبارات سے تو محسوس ہوتا ہے کہ امام عطاء' شافعی اور ابو ثور و احمد رحمہم اللہ کے نزدیک وہ وجوبا وضو کریں اور اگرچہ چھوٹے بڑے میں امام اوزاعی و زہری کے بقول اگر فرق مانا ہی جائے تو پھر بھی اس اختلاف سے نکلنے کیلئے احتیاط یہی بہتر ہے کہ وہ بچے کو دھونے کے بعد نماز وغیرہ کیلئے از سر نو وضوء کر لیا کریں کہ یہ نہ صرف زیادہ قرین احتیاط ہے بلکہ افضل بھی ہے۔ خصوصا اس لئے بھی کہ فرق پر دلالت کرنے والی جو روایت ہے اسے ذکر کرنے کے بعد امام ابن قدامہ نے غیر ثابت قرار دیا ہے اور المغنی کے محققین نے لکھا ہے کہ ہماری متد اول کتب میں یہ روایت سرے سے کسی میں موجود ہی نہیں ہے۔ (المغنی بتحقیق الترکی ۱ر ۲۴۳ ۔ ۲۴۴)

۸ ۔ نیند

وہ امور جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی میں سے ایک نیند بھی ہے کہ اگر کوئی شخص وضوء سے ہو اور سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ بیدار ہونے پر اسے دوبارہ وضوء کرکے نماز وغیرہ ادا کرنا ہو گی اور اس کے متعدد دلائل ہیں۔ چنانچہ ترمذی و نسائی' ابن ماجہ' ابن خزیمہ و ابن حبان' دار قطنی و بیہقی اور مسند احمد و شافعی میں ایک حدیث ہے جسے امام بخاریؒ نے احسن شی ء فی الباب قرار دیا ہے اور امام ترمذی و خطابی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذ كنا (مسافرين اؤ) سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام وليا ليهن الا من جنابة ولكن من غائط اؤ بول او نوم۔

ترجمہ :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ دوران سفر ہم تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتارے سوائے جنابت ہو جانے کے لیکن پیشاب و پاخانہ اور نیند سے (یہی حکم ہے) یعنی ان تینوں امور سے وضو تو ٹوٹ جاتا ہے مگر ان

سے موزے اتارنے واجب نہیں ہوئے۔ (تلخیص الحبیر ۱ر ۱ر ۱۵۷' ترمذی مع التحفہ ۱ر ۳۱۸' المجموع ۱ر ۵۱۶' الارواء ۱ر ۱۴۰)

اس حدیث شریف کی رو سے نیند مطلقاً ناقض وضو ہے اور چونکہ یہاں نیند کا ذکر مطلقاً آیا ہے لہٰذا محلی ابن حزم میں لکھا ہے کہ نیند تھوڑی ہو یا زیادہ' معمولی ہو یا گہری' نماز میں ہو یا نماز کے باہر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر' ٹیک لگا کر ہو یا لیٹ کر' سجدے کی حالت میں ہو یا رکوع کی حالت میں ہر شکل میں نیند مطلقاً ناقض وضوء ہے۔ (المحلی لابن حزم ۱ر ۱ر ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۳۱)

اور علامہ ابن حزمؒ کی طرح ہی ابو عبید قاسم بن سلام کا بیان بھی اسی طرف ہے کہ نیند مطلقاً ناقض وضو ہے۔

ایک عجیب واقعہ

اس سلسلہ میں علامہ ابن عبد البرؒ نے موطا امام مالک کی شرح التمہید میں ابو عبید سے ایک عجیب واقعہ بھی نقل کیا ہے جو کہ مذکورہ موضوع کو سمجھنے کیلئے یقیناً مفید ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں یہ فتوی دیا کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص بیٹھا بیٹھا سو جائے تو اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ یعنی اس کا وضوء ایسی حالت کی نیند سے نہیں ٹوٹتا اور میں اس رائے پر اس وقت تک قائم رہا جب تک یہ واقعہ رونما نہ ہوا کہ ایک شخص جمعہ کے دن میرے ساتھ بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ نیند کے دوران اس کی ہوا خارج ہو گئی میں نے اسے کہا کہ جاؤ وضوء کرو۔ اس نے کہا کہ میں تو سویا ہی نہیں (غالبا اس کی مراد لیٹ کر سونے سے تھی) میں نے کہا کیوں نہیں (تم سو گئے تھے) اور تمہاری ہوا بھی خارج ہو گئی ہے جو کہ ناقض وضوء ہے۔ اس پر اس شخص نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نہ سویا ہوں اور نہ ہی ہوا خارج ہوئی ہے اور مجھے کہا کہ تمہاری ہوا خارج ہوئی ہے۔ اس واقعہ کے بعد میں نے بیٹھے بیٹھے سونے والے شخص کے بارے میں اپنی رائے بدل لی (یعنی یہ رائے اختیار کر لی کہ اس طرح سونے سے بھی وضو

ٹوٹ جاتا ہے) اور اصل رعایت نیند کے غلبہ اور اس کے دل پر قابو پا جانے کی کرنے لگا۔ (التمہید)

اور محدث البانی نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے اور تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے:

فالحق ان النوم ناقض مطلقا ولا دليل يصلح لتقييد حديث صفوان۔

ترجمہ:۔ حق بات یہی ہے کہ نیند مطلقاً ہی ناقض وضوء ہے اور حضرت صفوانؓ سے مروی حدیث کے اطلاق کو مقید کرنے والی کوئی دلیل نہیں ہے۔

بلکہ اس حدیث کی تائید تو اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے جس کی سند کو امام منذری' نووی اور ابن صلاح نے حسن قرار دیا ہے' جس کی تفصیل صحیح ابی داؤد میں حدیث نمبر ۱۹۸ کے تحت ذکر کی ہے اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً ہر سونے والے کو وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (تمام المنہ ص ۱۰۰)

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

العينان وكاء السه فمن نام فليتوضا۔

ترجمہ:۔ آنکھیں سرین کا سربند ہیں پس جو شخص سو جائے اسے (از سر نو) وضو کرنا چاہئے۔

یہ حدیث ابو داؤد' ابن ماجہ' دار قطنی اور مسند احمد میں وارد ہوئی ہے۔ (الارواء ۱/۱۴۸' مشکوۃ ۱/۱۰۳' و صححہ الالبانی' صحیح ابی داؤد حدیث (۱۸۸) ابن ماجہ حدیث (۴۷۷) مسند احمد ۱/۱۱۱' فی مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

مطلق نیند کے بارے میں دیگر علماء کے اقوال

نیند مطلق ناقض وضو ہے۔ اس سلسلہ میں بعض دیگر علماء کے اقوال بھی

ہیں۔ چنانچہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے باب الوضوء من النوم کے تحت آنے والی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام مزنیؒ نے بھی کہا ہے۔

ینقض قلیله و کثیره

ترجمہ:۔ معمولی اور گہری ہر طرح کی نیند ناقض وضو ہے۔

امام اسحاق بن راھویہ کا بھی یہی قول ہے اور امام ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ والی حدیث جسے امام ابن خزیمہ اور دیگر محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے عموم کے پیش نظر میرا قول بھی یہی ہے کہ معمولی اور گہری ہر نیند ہی ناقض وضو ہے۔ (فتح الباری ۱ر ۳۱۴)

حضرت انس، ابوہریرہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہم اور عروہ بن زبیر، حسن بصری، سعید بن المسیب، عکرمہ اور زہری رحمہم اللہ اور حنابلہ سمیت علماء کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔ (تحقیق صلوۃ الرسول ۱۳۵، والارواء ۱ر ۱۴۱، شرح مسلم للنووی ۲ر ۴ر ۷۳)

دیگر مذاہب

اور بعض اہل علم نے نیند کی مختلف حالتوں کے مختلف احکام ذکر کئے ہیں۔ حتی کہ علامہ نووی نے شرح مسلم میں، علامہ یمانی امیر صنعانی نے سبل السلام میں اور امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے کہ نیند کے بارے میں علماء کے آٹھ اقوال ہیں اور پھر آٹھوں کے اقوال و دلائل بھی ذکر کئے ہیں جن میں سے پہلا قول تو یہی ہے جس میں نیند کو مطلقاً ناقض کہا گیا ہے اور خود اسے ہی اقرب الاقوال قرار دیا ہے اور تین اقوال نماز کے اندر اور خصوصا قیام، رکوع اور سجدہ کی حالت میں سونے سے متعلق رکھتے ہیں اور ان کا استدلال خلافیات بیہقی اور بعض دیگر کتب کی روایت سے ہے جس میں ہے:

اذا نام العبد فی سجوده باهی الله به الملائكة و يقول انظروا الی عبدی روحه عندی و جسده ساجد بين يدی۔

ترجمہ :۔ جب کوئی شخص حالت سجدہ میں سو جائے تو اللہ تعالی فرشتوں کے مابین فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میرے بندے کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم بھی میرے سامنے سجدہ ریز ہے۔

لیکن امیر صنعانی کے بقول یہ استدلال اولا تو اسلئے صحیح نہیں کہ یہ حدیث ہی ضعیف و ناقابل حجت ہے اور دوسرے اسلئے کہ اس روایت میں اس بندے کو سجدہ ریز اس کی اس حالت و ہیت کی بناء پر یا پھر محض اول الامروا الی طہارت کی بنا پر کہا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسکی طہارت کے باقی ہونے کی وجہ سے اسے سجدہ ریز قرار دیا گیا ہے۔ (انظر سبل السلام ۱ر۱ر ۶۲' شرح مسلم للنووی ۲ر ۴ر ۷۳' التلخیص ۱ر۱ر ۱۲۰۔ ۱۲۱' الیل ۱ر۱ر ۱۹۰۔ ۱۹۱)

اس مفہوم پر دلالت کرنے والی بعض دیگر روایات ہیں جن کو حافظ ابن حجر نے التلخیص میں اور شوکانی نے نیل الاوطار میں نقل کرکے انہیں ضعیف قرار دیا ہے البتہ ایک روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے جید کہا ہے مگر وہ مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے یعنی وہ الفاظ نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر ۱ر۱ر ۱۱۹' نیل الاوطار ۱ر۱ر ۱۹۰)

پانچویں قول میں قلیل و کثیر میں فرق کیا گیا ہے اور جس کی کوئی صریح دلیل نہیں اور نہ قلیل و کثیر کا کوئی معیار ذکر کیا ہے کہ قلیل کیا ہے اور کثیر کیا ہے؟ اور چھٹے قول میں شافعیہ کے نزدیک نیند بذاتہ تو ناقض نہیں البتہ نقض کا ظن پیدا کرنے والی چیز ہے۔ ساتویں قول میں کہا گیا ہے کہ نیند مطلق ناقض ہے ہی نہیں اور ان کا استدلال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے جو صحیح مسلم اور ابو داؤد میں ہے۔ جس میں وہ بیان فرماتے ہیں۔

ان اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ کانوا ینتظرون العشاء فینامون قعودا ثم یصلون ولا یتوضؤن۔

ترجمہ :۔ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سو جایا کرتے تھے اور پھر وہ اٹھ کر نماز پڑھ لیتے اور دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ (فتح الباری ۱/ ۱/ ۳۱۵، تلخیص الحبیر ۱/ ۱/ ۱۱۹، شرح مسلم مع النووی ۲/ ۴/ ۷۲، عون المعبود ۱/ ۳۳۹۔ ۳۴۰)

اور ابو داؤد کی روایت میں "علی عهد رسول الله ﷺ" کے الفاظ بھی ہیں کہ یہ عہد نبوی کی بات ہے مگر صحیح مسلم میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور ایک دوسری روایت جو کہ صحیح سند کے ساتھ مسند بزار، محلی ابن حزم اور مسائل الامام احمد لابی داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں :

انهم كانوا يضعون جنوبهم فينامون منهم من يتوضا و منهم فى لا يتوضا۔ (فتح الباری ۱/ ۳۱۵، و صححه، المحلی ۱/ ۱/ ۲۲۴، تمام المنه ص ۱۰۰ و صححه)

ترجمہ :۔ وہ پہلو کے بل لیٹ کر سو جایا کرتے تھے پھر ان میں سے کوئی وضو کر لیتا اور کوئی نہ کرتا (یعنی پہلے وضو سے ہی نماز پڑھ لیتا)

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری و ابن عمر رضی اللہ عنہم اور حضرت سعید بن المسیب نیند کو مطلقاً ناقض نہیں سمجھتے تھے۔ (حوالا بالا)

اور تلخیص الحبیر میں موصوف نے بعض کبائر آئمہ کے اقوال ذکر کئے ہیں جنہوں نے ان احادیث کو بیٹھ کر سونے پر محمول کرتے ہوئے غیر ناقض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابن المبارک، عبد الرحمان بن مہدی اور امام شافعی رحمہم اللہ نے یہی موقف اختیار کیا ہے اور ابن القطان نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں اس حدیث کا جو سیاق ہے اسے بیٹھ کر سونے والی کی نیند پر محمول کیا جا سکتا ہے اور اکثر آئمہ نے ایسا ہی کیا ہے لیکن اس مسند بزاز و محلی والی روایت کے الفاظ "کانوا

یضعون جنوبہم" اس تاویل کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ تو لیٹ کر سونے پر صریح دلالت کرتے ہیں اسکے باوجود وہ وضوء نہیں کیا کرتے تھے۔ (تلخیص الحبیر و فتح الباری ملاحظہ فرمائیں) اور علامہ ابن دقیق فرماتے ہیں کہ حدیث انسؓ کی " کانوا یضعون جنوبہم" والی روایت کو ضعیف و ہلکی سی نیند پر محمول کیا جائے گا۔ جبکہ یہ تاویل سنن دار قطنی والی اس حدیث کے معارض و منافی ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غطیط یعنی خراٹے سننے والے الفاظ بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ خراٹے تو ہلکی و خفیف نیند میں نہیں سنے جا سکتے (یاد رہے کہ خراٹوں والی حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ اس میں ہمیں نہیں ملی۔ (دیکھئے ترمذی مع التحفہ ۱/ ۲۵۱ - ۲۵۵، تلخیص الحبیر ۱/ ۱/ ۱۱۹، دار قطنی ۱/ ۱۳۱، سبل السلام ۱/ ۱/ ۶۲)

بظاہر تعارض اور اس کا حل

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث "ولکن من غائط و بول و نوم" جس کی رو سے نیند مطلق ناقض وضو ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث جس کی رو سے نیند مطلق ناقض وضو نہیں ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں باہم تضاد و تعارض ہے جسے اہل علم نے یوں حل کیا ہے کہ اولا تو صحابہ کرامؓ کا نیند سے اٹھ کر وضو نہ کرنا اس بات کے امکان کا پتہ دیتا ہے کہ یہ نیند سے وضو واجب ہونے کے حکم سے پہلے کا واقعہ ہوگا لہٰذا علامہ ابن حزم کے بقول حدیث صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پہلے حکم کو منسوخ کرنے والی ہے۔

(المحلی لابن حزم ۱/ ۱/ ۲۲۹)

اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان دونوں حدیثوں میں سے ایک (حدیث حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحیح سند والی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع ہے جبکہ دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی نہیں ہے۔ (تمام المنۃ صفحہ ۱۰۰) لہٰذا حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث پر عمل ہی اولی ہے البتہ امام شوکانیؒ

نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ مطلق نیند کو ناقض ظاہر کرنے والی احادیث کو لیٹ کر سونے والی نیند پر محمول کیا جائے اور اس جمع و تطبیق کی تائید میں تین روایات بھی پیش کی ہیں جنہیں ایک دوسرے کے لئے باعث قوت قرار دیا ہے ار علامہ مبارکپوریؒ نے تحفۃ الاحوذی میں یہی موقف اختیار کیا ہے جب کہ محدث البانی نے کہا ہے کہ وہ احادیث تینوں ہی اتنی ضعیف ہیں کہ ان کے مجموعے میں بھی کوئی قوت پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا ضعف زائل ہوتا ہے لہٰذا اس جمع و تطبیق کی تردید کی ہے اور ان الفاظ کی تفصیل نیل الاوطار جلد اول جز اول ص ۱۹۱' تحفہ الاحوذی جلد اول ص ۲۵۵ اور تمام المنہ ص ۱۰۱۔ ۱۰۳ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

نیند اور اونگھ کا فرق و حکم

صرف لیٹ کر سونے والی نیند ناقض ہونے کی تائید کرنے والی امام شوکانیؒ کی پیش کردہ تین احادیث ضعیف ہیں جیسا کہ اشارہ گزرا ہے اور صحیح بخاری و مسلم والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اذا اغفیت یاخذ بشحمۃ اذنی میں اغفیت سے مراد گہری نیند ہو ہی نہیں سکتی بلکہ وہاں اونگھ مراد ہے جیسا کہ قاموس المحیط میں الاغماء کا معنی دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا وہ حدیث بھی موید نہ رہی یوں معلوم ہوا کہ کہ قول اول (نیند کے مطلق ناقض وضوء ہونے کی رائے) ہی راجح ہے۔ البتہ یہاں اگر نیند اور اونگھ کے فرق کو بھی اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو اس مسئلہ میں پائے جانے والے بہت سارے اشکالات زائل ہو جاتے ہیں چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ جس کے حواس قائم رہیں حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھی کی بات سن سکتا ہو مگر یہ اس کا معنی نہ سمجھ سکے تو یہ حالت اونگھ ہے اور اگر اس سے بھی بڑھ جائے (یعنی معنی تو کجا بات بھی نہ سن رہا ہو) تو یہ حالت نیند ہے۔ (فتح الباری ۱ر ۳۱۴)

اور امام خطابیؒ کی غریب الحدیث سے نقل کرتے ہوئے صاحب تمام المنۃ

لکھتے ہیں کہ نیند کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک گہری غشی ہے جو دل پر چھا جاتی ہے اور اسے ظاہری امور کی معرفت سے منقطع کر دیتی ہے اور اونگھنے والا شخص وہ جسے طبیعت بوجھل ہونے نے ایسا کر رکھا ہو کہ وہ احوال باطنہ کی معرفت سے قاصر ہو۔ (تمام المنہ ص ۱۰۱)

اور مفصل لکھتے ہیں:

السنۃ فی الراس و النوم فی القلب۔

(غریب الحدیث بحوالہ تحقیق المشکوۃ ۱ر ۱۰۴)

ترجمہ:۔ اونگھ کا اثر سر پر اور نیند کا دل پر ہوتا ہے۔

نیند اور اونگھ کے اس فرق نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا کہ اونگھ کی وجہ سے اگر کسی کا سر جھک جائے اور اسے جھٹکا سا محسوس ہو تو ایسی اونگھ سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور اگر خفیف یا ہلکی سی نیند سے مراد یہی اونگھ ہو تو مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ کون سی ہلکی سی نیند غیر ناقض ہے۔

چنانچہ امام ابن المنذرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

وجب الوضوء علی کل نائم الا من خفق خفقۃ۔

ترجمہ:۔ ہر سونے والے پر وضو واجب ہے سوائے اس کے جسے (اونگھ کی وجہ سے) جھٹکا لگے۔ یعنی اس پر وضوء واجب نہیں۔ (فتح الباری ۱ر ۳۱۴)

اور خفقۃ یا جھٹکا کا معنی ابن التین نے اونگھ (نعسہ) ہی کیا ہے اور اہل لغت اونگھ میں سر کو حرکت دینے والے کو ہی کہتے ہیں۔ "خفق راسہ" اور ابو زید کہتے ہیں:

خفق براسہ من النعاس امالہ۔

ترجمہ:۔ یعنی اونگھ سے اپنے سر کو خفقہ دینے سے مراد سر کو ایک طرف مائل کرتا ہے اور ہروی کہتے ہیں۔

معنی تخفق روئسھم' تسقط ازقانھم علی صدورھم۔
ترجمہ :۔ ان کے سروں کا خفقہ کھانا' ان کی ٹھوڑیوں کا ان کے سینوں پر گر جانا ہے۔

خفقان رائس اور اونگھ کی متعلقہ اس تفصیل سے قیام اللیل مروزی میں حضرت انسؓ والی اس روایت کا مفہوم بھی واضح ہو گیا جسمیں انکے الفاظ ہیں:

کان اصحاب رسول الله ﷺ ینتظرون الصلوة فینغمسون حتی تخفق رووسھم ثم یقومون الی الصلوة۔ (فتح الباری ۱ / ۳۱۴' وقال استادہ صحیح و اصلہ عند مسلم' حاشیہ نمبر ۷۷۵ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ :۔ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نماز کے انتظار میں اونگھ جاتے ہیں حتی کہ ان کے سر جھک جاتے ہیں پھر وہ اٹھتے اور نماز ادا کرتے۔

یوں اب بات واضح ہو گئی ہے کہ وہ حالت جو اونگھ کے دائرہ میں آتی ہے اس میں وضوء نہیں ٹوٹتا اور صحابہ کے بارے میں جو سر جھکانے کی روایات ملتی ہیں ان میں یہی اونگھ مراد ہے اور ان کے لیٹ کر سو جانے اور خراٹے سنے جانے کے باوجود ان کے تجدید وضوء کے بغیر ہی نماز میں شامل ہو جانے سے مراد نیند سے وضو کے واجب ہونے کے حکم سے پہلے کی حالت کا بیان ہے اور اسی کا اظہار شیخ ابن باز اور ان کے ساتھی علماء نے تحقیق فتح الباری میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ نیند نقض وضوء (حدث) کا ظن پیدا کرنے والی چیز ہے۔ اس کی (ابتدائی حالت یا) اونگھ اور بالکل معمولی (و خفیف) حالت وضو نہیں توڑتی۔ وضو صرف وہ نیند توڑتی ہے جو شعور (و احساس) کو مطلقاً زائل کر دے اور اس طرح اس موضوع کے بارے میں وارد شدہ تمام احادیث میں جمع و تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (تحقیق فتح الباری ۱ / ۳۱۴)

یہیں امام نوویؒ کی تحقیق بھی ذکر کرتے جائیں کہ نیند اور اونگھ کے سلسلہ میں وہ کیا فرماتے ہیں ؟ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی شرح میں موصوف امام شافعیؒ

اور ان کے اصحاب و رفقاء سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

نعاس یا سنة۔ یعنی اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اور آگے فرماتے ہیں:

نیند کی علامت یہ ہے کہ اس میں عقل پر غلبہ ہو جاتا ہے اور آنکھوں کی بصارت یا بینائی اور دیگر حواس ساقط (و معطل) ہو جاتے ہیں جب کہ اونگھ عقل پر غلبہ نہیں پاتی بلکہ اونگھ کے دوران حواس میں صرف معمولی سا فتور آ جاتا ہے لہٰذا وہ ساقط (و معطل) نہیں ہوتے۔ اور آگے موصوف نے بڑی کام کی بات کی ہے کہ اگر کسی کو شک ہو جائے کہ وہ سو گیا تھا یا محض اونگھ رہا تھا تو اس شک کی حالت میں اس پر وضو واجب نہیں ہوگا۔ ہاں یہ مستحب ہے کہ ایسا شخص وضو کرے۔ (شرح مسلم للنووی ۲، ۴، ۷۴)

اور ظاہر ہے کہ احتیاط بھی اسی میں ہی ہے۔

خصائص مصطفیٰ ﷺ

شرح مسلم میں امام نووی اور انہی سے نقل کرتے ہوئے امام شوکانیؒ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے یہ بات بھی تھی کہ آپ ؐ کا وضو لیٹ کر سو جانے سے بھی نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نام رسول الله ﷺ حتی سمعت غطیطه ثم صلی ولم یتوضا۔

(نیل الاوطار ۱، ۱، ۱۹۱W۱۹۲، شرح مسلم للنووی ۲، ۴، ۷۴)

ترجمہ:۔ نبی اکرم ﷺ سو گئے حتی کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹے سنے پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۹۔ زوال عقل یا بے ہوشی

نواقض وضو میں سے نواں ناقض زوال عقل ہے۔ چاہے وہ کسی طرح بھی

ہو اور کسی حالت میں بھی ہو چنانچہ اس سلسلہ میں امام نوویؒ نے المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج میں لکھا ہے۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنون و دیوانگی، غشی، شراب نبیذ، بنج یا کلوروفام یا کسی بھی دوا سے نشہ ہونے پر عقل زائل ہونا یا بے ہوش ہو جانا ناقض وضو ہے یہ بے ہوشی و زوال عقل تھوڑے عرصہ کیلئے ہو یا زیادہ کیلئے۔

(شرح مسلم للنووی ۲ر ۴ر ۷۴، نیل الاوطار ۱ر ۱ر ۱۹۱)

اور امام شوکانیؒ نے البحر سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نشے کا حکم بھی اکثر اہل علم کے نزدیک جنون و دیوانگی والا ہی ہے اور سبل السلام شرح بلوغ المرام میں علامہ صنعانیؒ نے لکھا ہے کہ ان امور کو نیند سے ملحق کیا گیا ہے اور علامہ مغربی کی البدر التمام شرح بلوغ المرام (جو کہ سبل السلام کی اصل ہے) سے نقل کیا ہے کہ اہل علم کا ان امور کے ناقض وضو ہونے پر اتفاق ہے اور اگرچہ اتفاق کی بات صحیح ہے تو پھر ان کے ناقض ہونے کی دلیل اجماع ہے۔

(سبل السلام ۱ر ۱ر ۶۳)

اورعلامہ ابن حزمؒ نے بھی موجبات وضوکے ضمن میں دیوانگی، غشی اور نشے کو ذکر کیا ہے مگر ان کے ناقض ہونے اور انہیں نیند پر قیاس کرنے اور اسکی دلیل اجماع ہونے کا انکار کیا ہے۔ (المحلی لابن حزم (۱ر ۱ر ۲۲۱ ۔ ۲۲۲) لیکن اس معاملہ میں جیسا کہ ظاہر ہے جمہور اہل علم کا قول ہی زیادہ قرین صواب ہے۔

۱۰۔ اونٹ کا گوشت کھانا

نواقض وضو میں سے دسواں اور آخری ناقض اونٹ کا گوشت کھانا بھی ہے۔ اگرچہ جمہور اہل علم، خلفاء راشدین (چاروں) اور کثیر صحابہ کرامؓ اور تابعین اور آئمہ میں سے امام شافعیؒ، مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک تو یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اونٹ کے گوشت کا ناقض وضو ہونا ہی دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔

(شرح مسلم للنووی ۲ ر ۴ ر ۴۹)

اور اونٹ کے گوشت کے کھانے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائلین میں سے بقول امام نوویؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، یحیی بن معینؒ، ابن المنذرؒ اور ابن خزیمہؒ ہیں اور امام بیہقی کا اختیار بھی یہی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے اور عام علمائے حدیث سے بھی یہی مروی ہے اور امام شوکانی نے البحر سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے اور ایک قول کی رو سے امام محمد بن حسن (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) بھی اونٹ کا گوشت کھانے سے نقض وضو کے قائل تھے اور امام بیہقیؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر اونٹوں کے گوشت سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو میں اس کے مطابق ہی فتوی دوں۔ امام شافعیؒ کا یہ قول نقل کرکے امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ایک نہیں بلکہ دو حدیثیں صحیح سند سے ثابت ہیں۔ (نیل الاوطار)

اور علامہ ابن حزم بھی نقض کے ہی قائل ہیں جیسا کہ المحلی (۱ ر ۱ ر ۲۴۱) میں ہے اور القواعد النورانیہ میں امام تیمیہؒ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (بحوالہ تمام المنۃ ص ۱۰۵)

قائلین نقض وضو کا استدلال جن احادیث سے ہے ان میں سے پہلی حدیث صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

انتوضا من لحوم الغنم ان شئت توضا و ان شئت فلا تتوضا .....

ترجمہ :۔ کیا ہم بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو وضو کر لیا کرو اور اگر چاہو تو نہ کرو (یعنی تمہیں اختیار ہے)

پھر اسی نے پوچھا:

انتوضا من لحوم الابل .... نعم

ترجمہ :۔ کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں !

(شرح مسلم مع النووی ۳ ر ۴ ر ۴۷' المنتقی مع النیل ا ر ا ر ۲۰۰)

اور اسی موضوع کی دوسری حدیث ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجہ' مسند احمد' ابن خزیمہ اور ابن حبان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

توضوءو امنھا۔

ترجمہ :۔ ان کے بعد وضو کرو۔

آپؐ سے بکری کے گوشت کے بعد وضوء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا :

لا توضوءو امنھا

ترجمہ:۔ ان کے بعد وضوء نہ کرو۔

(ابو داؤد مع العون ا ر ۳۱۵ ۔ ۳۱۶' ترمذی مع التحفہ ا ر ۲۶۲ ۔ ۲۶۳' تلخیص الحبیر ا ر ا ر ۱۱۵' المنتقی مع النیل ا ر ا ر ۲۰۲' صححہ الالبانی فی الارواء ا ر ا ر ۱۵۲' صحیح سنن ابی داؤد ا ر ۳۷' ابن ماجہ حدیث (۴۹۴) موارد الظمآن حدیث (۲۱۵)

امام ابن خزیمہؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں :

لم ارفلانا بین علماء الحدیث ان ھذا الخبر صحیح من جھة النقل لعدالة ناقلیہ۔

ترجمہ :۔ میرے نزدیک علماء حدیث میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ حدیث ازروائے نقل صحیح ہے کیونکہ اس کے تمام رواۃ عدول ہیں۔

(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ا ر ۲۲)

ان دونوں صحیح احادیث کے علاوہ صحابہ کرام سے بھی بعض آثار ثابت ہیں

کہ وہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا کرتے تھے چنانچہ ابن ابی شیبہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

کنا نتوضا لحوم الابل ولا نتوضا من لحوم الغنم۔

ترجمہ :۔ ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا کرتے تھے اور بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ (تمام المنہ ص ۱۰۶ و صححہ)

اور اب آیئے اس سلسلہ میں دوسرا مسلک اور اس کی دلیل بھی دیکھیں

قائلین عدم نقض کے دلائل

۱۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کے عدم نقض کے قائلین کی ایک اہم دلیل تو یہ ہے کہ خلفاء راشدین عدم نقض کے قائل تھے جیسا کہ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے اور یہ بات واقعی ایک وقیع دلیل ہوتی اگر صحیح سند سے ثابت ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ امام نوویؒ کا تسامح ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "القواعد النورانیة" میں ذکر کیا ہے کہ خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو نقل کیا گیا ہے کہ وہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء نہیں کیا کرتے تھے۔ یہ فعل ان کی طرف غلطی سے منسوب کیا گیا ہے اور اس وہم کا سبب دراصل وہ بات ہے کہ وہ پکی ہوئی اشیاء خوردنی کو کھانے کے بعد وضوء نہیں کیا کرتے تھے (یہ مسئلہ اپنی جگہ صحیح ہے) لیکن اس سے مراد صرف یہ ہے کہ ہر پکی ہوئی چیز کا کھانا انکے نزدیک وضوء کرنے کا سبب نہیں تھا اور یہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم فرمایا اس کا سبب اس کا پکا ہوا ہونا نہیں ہے اور صاحب تمام المنہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی اس تحقیق کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام طحاوی و بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما نے روٹی اور گوشت کھایا اور نماز ادا کی لیکن از سر نو وضو نہیں کیا۔ آگے امام طحاوی و بیہقی

نے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور سنن بیہقی میں ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسی ہی ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان آثار میں اونٹ کے گوشت کا قطعا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مطلق گوشت کا ذکر ہے اور اگر ایسی کوئی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہوتی تو بھی ضروری تھا کہ اسے اونٹ کے علاوہ کسی دوسرے گوشت پر محمول کیا جاتا' تاکہ تعارض رفع کیا جا سکے اور جب یہ آثار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے صحابہ کے بارے میں ہیں تو انہیں دوسرے گوشت پر محمول کرنا بالاولی واجب ہے تاکہ ان کے اعمال کو شریعت کی موافقت پر محمول کیا جا سکے نہ کہ مخالفت پر یہی وجہ ہے کہ امام طحاوی اور بیہقی نے ان آثار کو "آگ پر پکی ہوئی چیزوں سے وضو کے باب" میں ذکر کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے سنن کبری میں "اونٹ کے گوشت سے وضو کے باب" میں یہ آثار ذکر نہیں کئے بلکہ وہاں صرف یہ کہا ہے کہ ہمیں حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت پہنچی ہے۔

الوضوء مما خرج ولیس مما دخل و انما قالا ذلک فی ترک الوضوء مما مست النار۔

ترجمہ :۔ وضو خارج ہونے والی چیز سے ہے نہ کہ داخل ہونے والی چیز سے اور انکا یہ کہنا آگ پر پکی چیزوں سے وضو نہ کرنے کے بارے میں ہے۔

(و قد ضعفة الحافظ فی التلخیص ۱ / ۱ / ۱۱۸)

۲ ۔ پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اونٹ کا گوشت کھایا اور وضو نہ کیا۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود ہی لکھا ہے کہ یہ اثر منقطع اور موقوف ہے اور کسی ایسی دلیل کی بنا پر اس بات کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (القواعد النورانیة لابن تیمیه ص ۹' طحاوی ۱ / ۴۱' بیهقی ۱

۱ / ۱۵۷' بحوالہ تمام المنۃ ص ۱۰۵' ۱۰۶)

۳ ۔ اور عدم وجوب کے قائلین کی تیسری دلیل سنن اربعہ' صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں۔

کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما غیرت النار۔

ترجمہ :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آخر میں یہ تھا کہ آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ (ابو داؤد ۱ / ۳۲۷' ترمذی ۱ / ۲۵۸' مفصلا و التلخیص ۱ / ۱ / ۱۱۶' و ابن ماجہ حدیث (۴۸۹) مختصرا صحیح النسائی حدیث (۱۷۹) موارد الظمان حدیث (۲۱۸' ۲۲۰' ۲۲۱) بالفاظ مختلفہ)

یہ مسئلہ تو صحیح ہے کہ آگ پر پکی اشیاء کھانے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں جیسا کہ بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں یہ بات ثابت ہے اور اسکی تفصیل بھی الگ ذکر کی جائے گی اور اسی مسئلہ کی دلیل یہ حدیث مذکورہ بھی ہے جس سے اونٹ کے گوشت کے بعد وضو کے عدم وجوب پر استدلال صریح نہیں بلکہ دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ کے کلام اور امام طحاوی و بیہقی کے انداز سے معلوم ہوتا ہے جو کہ سابقہ سطور میں گزرا ہے۔

امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کے گوشت کے بعد وضو کرنے کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیث (مسلم و مسند احمد) خاص ہیں۔ اور خاص کو عام پر مقدم رکھنا ضروری ہے جیسا کہ امام شافعیؒ اور دیگر آئمہ اصول رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور امام شوکانیؒ نے اس اصول کو حق قرار دیا ہے۔

(شرح مسلم للنوویؒ ۲ / ۴ / ۴۹ نیل الاوطار ۱ / ۱ / ۲۰۱)

امام ابن قدامہؒ نے المغنی میں لکھا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے

بقیہ صفحہ ۲۰ پر

مولانا محمد بن یوسف سورتی رح

عبد الرشید عراقی
قسط نمبر 2

قلمی کتب جمع کرنے کا شوق

مولانا محمد سورتی کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ عربی پر وسیع نظر تھی۔ اس لئے نایاب و نادر عربی و فارسی کتب ان کے زیر مطالعہ رہیں اور اس سلسلہ میں نادر اور نایاب علمی اور قلمی کتب ان کو جمع کرنے کا جنون کی حد تک کا شوق تھا۔

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

قلمی کتابوں کی تلاش اور فراہمی اور نقل ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اس تعلق سے وہ ٹونک، پٹنہ، رام پور، کلکتہ اور حیدر آباد دکن کا سفر کیا کرتے تھے۔

(یاد رفتگاں ص ۲۶۰)

پروفیسر محمد سرور مرحوم لکھتے ہیں:

جامعہ میں آنے سے پہلے ان کا یہی مشغلہ تھا پرانی کتابوں کی تلاش میں وہ کتب خانوں کو چھانتے پھرتے تھے اور اگر انہیں کہیں کوئی نادر چیز مل جاتی تو اسے حاصل کرتے اسے دیکھتے بھالتے اس کی تصحیح کرتے چنانچہ بڑے بڑے معاوضہ پر سرکاری کتب خانے ان سے یہ نادر نسخے خریدتے تھے۔ مولانا کو کتابوں سے عشق تھا۔ اچھی کتاب حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کرتے تھے۔

(شخصیات ص ۴۵)

مولانا محمد سورتی کا طریقہ درس

مولانا محمد سورتی کا طریقہ درس بہت نرالا تھا۔ اول تو کسی کو شاگرد نہیں بناتے تھے اگر بناتے تو شاگرد کو ان کے اصول و ضوابط کی پابندی کرنی پڑتی۔ اگر شاگرد ان کے اصول و ضوابط کر لیتا تو ٹک جاتا بصورت دیگر بھاگ جاتا۔

سید رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں کہ:

ایک روز میری اور عبد السلام صاحب قدوائی کی "سازش" ہوئی اور طے پایا کہ مولانا سے قاعدہ ادب عربی کا درس لیا جائے۔ دوسرے روز ہم آئے۔ ہماری درخواست سنی اور اسے منظور بھی فرمالیا۔ ۳ بجے سہ پہر کا وقت مقرر فرمایا اور ہم پابندی کے ساتھ جانے لگے۔ مولانا وقت کے بڑے پابند تھے اور اصول کے بھی' اور ہم دونوں ان ہر دو نعمتوں سے محروم تھے۔ شروع شروع میں تو بڑے ذوق وشوق سے وقت پر جاتے رہے اور ان کا دیا ہوا کام بھی کرتے تھے پھر کبھی کبھی ناغہ کرنے لگے اور کبھی دیر سے پہنچنے لگے اور دیا ہوا کام اکثر لکھنے کی بجائے "منہ زبانی" کرنے لگے۔ مولانا نے کچھ روز تک تو چڑھی ہوئی تیوریوں کے ساتھ یہ حرکتیں گوارا کرلیں اور آخر ایک روز ہم دونوں گنہگاروں کو اس طرح دھتکارا جیسے کتے کو دھتکارا جاتا ہے ہم نے سوچا کسی طرح فرار ہو' یہ فرار کیسے کیا جائے کیونکہ تیور کہہ رہے تھے۔ اگر فورا رخصت نہ ہوئے تو مولانا قول کی منزل سے گزر کر عمل کی منزل سر کرنے کو بھی تیار ہیں اس لیے ہم نے فرار کی راہ اختیار کی۔ (دید و شنید ص ۱۲۷)

مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

انہیں عہد جاہلیت کے شعراء کا کلام سب سے زیادہ پسند تھا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ اور جامعہ رحمانیہ بنارس میں اپنی تدریسی فیوضات عام کئے۔ مولانا اپنی گویائی' حق بیانی اور زبان کی قوت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔ (معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۴۲ء ص ۱۲۳)

پروفیسر محمد سرور مولانا محمد سورتی کے طریقہ درس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

موصوف صرف کتابی عالم نہ تھے بلکہ صاحب تحقیق بھی تھے مرحوم کا شعری مذاق بہت پاکیزہ تھا اور ہمیشہ بڑے اصرار سے شاگردوں کو اپنی پسند کے شعراء کا

کلام پڑھاتے اور مطلق اس کی پرواہ نہ کرتے کہ دوسرے کے مجوزہ نصاب میں وہ حصہ موجود بھی ہے یا نہیں۔ پڑھاتے پڑھاتے اگر کوئی غیر معمولی شعر آجاتا تو اچھل پڑتے اور جھوم جھوم کر اسے پڑھتے۔ اتنے محفوظ ہوتے کہ طالب علم بے ساختہ اس شعر کی داد دینے لگتے۔ (شخصیات ص ۴۹)

مولانا محمد سورتی کا علمی مرتبہ و مقام

مولانا محمد بن یوسف سورتی علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے اور تمام علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی۔ تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ' اسماء الرجال' انساب' لغت' عربی ادب' شاعری وغیرہ میں ان کا مطالعہ وسیع تھا ادب عربی' تقوت اور تاریخ و انساب میں ان کو امام تسلیم کیاجاتا تھا۔ برصغیر کے ممتاز علمائے کرام اور اہل علم نے مولانا محمد سورتی کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ اقبال کو جب اپنے انگریزی خطبات کے اردو ترجمہ کا مسئلہ پیش آیا۔ تو انہیں ایک ایسے عالم کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو ترجمہ اور اصطلاحات پر پوری قدرت رکھتاہو۔ تو علامہ اقبال نے ۱۴ اگست ۱۹۳۰ء کو سید نذیر نیازی کے نام ایک خط لکھا۔

سورتی صاحب سے مل لیجئے وہ آپ کو تراجم کے متعلق بالخصوص اصطلاحات کے تراجم کے متعلق مفید مشورہ دیں گے۔ (مکتوبات اقبال ص ۳۰)

مولانا محی الدین احمد قصوری بی۔اے مولانا محمد سورتی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

علامہ سورتی کا وجود ہماری جماعت میں اپنے وقت میں بالکل یکتا تھے۔ وہ علم کا ایک سمندر تھے۔ خصوصیت سے حدیث و ادب میں اپنی نظر آپ تھے۔ میں نے مولانا آزاد کے بعد ایسا وسیع نظر نہیں دیکھا۔ ان کی علم دوستی اور علمی وسعت نظر کو وسعت اخلاق نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ (الاعتصام لاہور ۴ مارچ ۱۹۸۳ء ص ۱۴)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی فرماتے ہیں: